السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا وتر میں دعاء قنوت پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے؟

دعاء قنوت صرف وتر میں پڑھنا چاہیے یا فرائض میں بھی؟ (2)

دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟ آنحضورﷺ سے کیا ثابت ہے؟ (3)

کیا دعاء قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا رسول اللہﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے؟ (4)

حنفیوں میں دعاء قنوت پڑھنے کا جو یہ طریقہ رائج ہے کہ وتر میں جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو نماز شروع کرنے کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر اور تکبیر پکار کر پھر نیت باندھ لیتے ہیں (5) اور اس کے بعد دعاء قنوت پڑھتے ہیں کیا رسول اللہﷺ سے اس طرز عمل کا کوئی ثبوت ہے؟ حافظ عبدالتواب از کلکتہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وتر میں دعاء قنوت مرفوع صحیح حدیث سے نہیں تو کم از کم حسن حدیث سے بلاشبہ ثابت ہے۔ ''عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ قال: علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولھن فی الوتر، اللھم اہدنی فیمن ہدیت، وعافنی فیمن عافیت،، قال الترمذی (کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی القنوت فی الوتر (464)2/328) بعد أخرجہ: ہذا حدیث حسن،، وأخرجہ ایضا ابوداود (کتاب الصلاۃ باب القنوت فی الوتر (1425)2/134) وسکت عنہ، ونقل المنذری تحسین الترمذی وأقرہ، وقال الحافظ فی الفتح 2/490:،، حدیث الحسن قد صححہ الترمذی وغیرہ (لکن لیس علی شرط البخاری)،، (قلت: یختلف النسخ من کلام الترمذی فی قولہ: ہذا حدیث حسن صحیح ونحو ذلک، فینبغی أن تصحیح أصلک بجماعة أصول، تعتمد ما تنفقت علیہ، کذا قال ابن الصلاح فی علوم الحدیث ص: 32، وقال الإمام الربانی محمد بن علی الشوکانی فی تحفة الذاکرین ص: 128: ''حدیث الحسن أخرجہ اہل السنن، وابن حبان، والحاکم فی المستدرک، وابن ابی شیبة فی مصنفہ، وصححہ ابن حبان، والحاکم، وأخرجہ من حدیثہ أیضا احمد وابن حزیمة والدارقطنی والبیہقی، قال: وقد ضعف بعض الحفاظ ہذا الحدیث وصححہ آخرون، وأقل احوالہ إذا لم یکن صحیحا أن یکون حسنا،، انتہی کلام الشوکانی مختصر الملخصا.

(والحسن کا لصحیح فی الاحتجاج بہ وان کا دونہ فی القوۃ، ولہذا ادرجہ طائفة من نوع الصحیح، کالحاکم وابن حبان وابن خزیمة،، (قواعد التحدیث ص: 106''

تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث پر دووجہ سے کلام کیا گیا ہے: پہلی وجہ: ابن حبان کے الفاظ میں یہ ہے ''توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن ابن ثمان سنین، فکیف یعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الدعاء،، (نیل: 3/52) دوسری وجہ: حافظ کے الفاظ میں یہ ہے: ''وَنَبَّہَ ابنُ خُزَیمَةَ وَابنُ حِبَّانَ عَلَی اَنَّ قَولَہٗ فِی قُنُوتِ الوِترِ تَفَرَّدَ بِہَا اَبُو اِسحَاقَ عَن بُرَیدِ بنِ اَبِی مَریَمَ وَتَبِعَہٗ ابنَاہُ یُونُسُ وَاِسرَائِیلُ کَذَا قَالَ قَالَ وَرَوَاہُ شُعبَةُ وَہُوَ اَحفَظُ مِن مَا ئَتَینِ مِثلِ اَبِی اِسحَاقَ وَابنَیہِ فَلَم یَذکُر فِیہِ القُنُوتَ وَلَا الوِترَ وَاِنَّمَا قَالَ کَانَ یُعَلِّمُنَا ہٰذَا الدُّعَاءَ،، ثم، ذکر الحافظ مویدات لما ذہب اِلَیہِ ابنُ حِبَّانَ (تلخیص الجبیر: 1/247).

اس حدیث کی تضعیف کی پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کی وفات کے وقت حضرت کا آٹھ برس کا ہونا، اس دعا کے سکھانے اور سیکھنے کی منافی اور اس سے مانع نہیں ہے، آنحضرتﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''مروا اولادکم بالصلوۃ وہم أبناء سبع سنین،، الخ (احمد (2/108) ابوداود (3) والحاکم (1/197)، وقال العزیزی: ''یجب علی الولی أن یعلم الطفل أرکان الصلوۃ وشروطھا، قبل أن یأمرہ بفعلھا،، (السراج المنیر)، اسی لیے امام شوکانی فرماتے ہیں: ''وقد أشار صاحب البدر المنیر إلی تضعیف کلام ابن حبان،، (نیل اوطار 3/53)، اس حدیث پر کلام کرنے کی دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ ابواسحاق سبیعی اور یونس واسرائیل ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادۃ جواوثق اوراحفظ کی روایت کے معارض اورمنافی نہ ہو بالاتفاق مقبول ومعتبر ہوتی ہے ''وزیادۃ راویہما أی الصحیح والحسن مقبولة، مالم تقع منافیة لروایة من ہو أوثق، ممن لم یذکر تلک الزیادۃ،، (شرح النخبة ص: 46) پس حدیث میں لفظ ''قنوت الوتر،، کے غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہوسکتا۔ بنا بریں نواب صاحب کا یہ احتمال ''ظاہر آنست کہ آنحضرت وے را دعائے تعلیم کردو دے خوش داشت کہ آنرا در قنوت خواند،، (مسک الختام 1 239).

احتمال محض ہے۔ اور ظاہر اور اصل کے خلاف ہے۔ اور حافظ کے پیش کردہ مویدات اصل حدیث میں اس زیادۃ کے غیر محفوظ ہونے کو اور حضرت حسن کا کلام نہ ہونے کو مستلزم نہیں ہیں، باقی سبل السلام میں علامہ امیر یمانی کی اور تلخیص میں حافظ کی کسی اور عبارت سے یہ سمجھنا کہ انہوں نے اصل حدیث پر جرح کرکے اس کی تضعیف کی ہے، عدم تدبر پر مبنی ہے۔ کما یخفی علی من امعن النظر فی کلامہما.

نازلہ (ابتلاء عام اور مصیبت عمومی مثل وباء ہیضہ وطاعون وچیچک وامثال آں یا قحط یا حملہ ومحاصرہ ومقابلہ کفار) کے وقت وتر کے علاوہ پنجگانہ فرائض میں امام کا مناسب حال دعاء قنوت بلند آواز سے پڑھنا، اور مقتدیوں (2) کا آمین کہنا مسنون ومستحب ہے۔ یہی مذہب ہے جمہور محدثین کا خلافا للحنفیة فإنہم خصصوا القنوت فی النازلة بالجہریة فقط فی قول، بالصبح فقط فی قول آخر، قال فی البحر الرائق:،، قال جمہور أہل الحدیث: القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلہا،، انتہی وصوبہ الأمیر الیمانی فی السبل (1/284)، والإمام الشوکانی فی النیل (53/3)، وقال الإمام النووی فی الأذکار: ''والحدیث الصحیح فی قنوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الذین قتلوا القراء، یقتضی ظاہرہ

الجہر بالقنوت فی جمیع الصلوات ففی صحیح البخاری (5/177) فی باب تفسیر قولہ تعالی : (لیس لک من الأمر شیٔ) ، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یجہر بالقنوت فی النازلۃ ،، انتہی اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے : ''قَنَتَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَہْرًا مُتَتَابِعًا فِی الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاۃِ الصُّبْحِ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ ، إِذَا قَالَ : سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْآخِرَۃِ ، یَدْعُو عَلَی أَحْیَاءٍ مِنْ بَنِی سُلَیْمٍ ، عَلَی رِعْلٍ ، وَذَکْوَانَ ، وَعُصَیَّۃَ ، وَیُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَہُ أخرجہ ابو داود وسکت عنہ ، وذکرہ الحافظ فی التلخیص (1/246) وسکت عنہ ہو أیضا ، وقال الشوکانی فی النیل (2/400) : ''لیس فی إسنادہ مطعن ، إلاہلال بن خباب فإن فیہ مقالا ، وقد وثقہ أحمد وابن معین وغیرہما ،، انتہی قلت : الظاہر أن حدیث ابن عباس ہذا لایحط عن درجۃ الحسن اور بغیر نازلہ (حادثہ عامہ) کے وتر کے علاوہ چار نمازوں ظہر عصر ، مغرب ، عشاء میں قنوت کے ترک اور عدم مسنونیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور نماز فجر میں اختلاف ہے امام اعظم یعنی امام مالک اور امام شافعی اور سیوطی ثانی علامہ نواب صدیق حسن قنوجی نماز فجر میں قنوت کی مسنونیت کے قائل ہیں ۔ ''عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ، یدعو علی قاتلی أصحابہ ببیر معونۃ ، ثم ترک ، فأما الصبح فلم یزل یقنت حتی فارق الدنیا ،، (اخرجہ الدارقطنی (2/39) وعبد الرزاق (3/110) وابو نعیم واحمد (3/162) والبیہقی (2/207) والحاکم (1/225) وصححہ).

امام ابو حنیفہ وامام احمد اور امام شوکانی نماز فجر میں بھی عدم جواز کے قائل ہیں ۔ ''عن أنس أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی أحیاء العرب ثم ترکہ (مسلم 2) ، وعنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لایقنت ، إلا إذا دعا لقوم ، أو علی قوم ،، (ابن خزیمۃ فی صحیحہ (2/153) والخطیب فی کتاب القنوت) ، ''وعن أبی ہریرۃ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقنت فی صلاۃ الصبح إلا أن یدعو لقوم ،، (ابن حبان فی صحیحہ) (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان 3/219) ، ذکرا الحافظ فی التلخیص (1/246) حدیث انس وحدیث أبی ہریرۃ وسکت عنہما ، وقال فی التنقیح : ''سند ہذین الحدیثین صحیح ، وہما نص فی أن القنوت مختص بالنوازل ، وروی الترمذی والنسائی وابن ماجہ من حدیث أبی مالک الاشجعی عن أبیہ ، قال : صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر وعمر وعثمان وعلی فلم یقنت أحد منہم ، وہو بدعۃ ،، قال الحافظ ''إسنادہ حسن ،، قال : ''وجمع بین أحادیث النفی والإثبات من أثبت القنوت ، بان المراد ترک الدعا علی الکفار ، لا اصل القنوت ، وروی البیہقی مثل ہذا الجمع عن عبد الرحمن بن مہدی بسند صحیح ،، انتہی.

وقال العلامۃ القنوجی : ''احادیث نفی در سنن است واحادیث اثبات در صحیح پس معارض نشود بداں واثبات مقدم است بر نفی غایت مافی الباب آنکہ فعل مرۃ وترک اخری وایں منافی ثبوت وبقا فی الجملہ نیست ،، (مسک الختام 239 1).

وقال الطیبی : ''لازم نمی آید از نفی کردن طارق بن شہاب صحابی نفی قنوت زیرا کہ ایں شہادت نفی است وجماعی دیگر باثبات آں دادہ مثل حسن وابی ہریرہ وانس وابن عباس وغیرہم ،، انتہی.

وأجاب النافون عن حدیث انس بأنہ من طریق أبی جعفر الرازی ، قال فیہ عبد اللہ بن احمد عن ابیہ : لیس یقوی ، وقال النسائی : لیس بالقوی ، وقال الفلاس : سیٔ الحفظ ، وقال أبو زرعۃ : یہم کثیرا ، وقال ابن حبان : ینفرد بالمناکیر عن المشاہیر ، وقال ابن القیم : ابو جعفر الرازی صاحب المناکیر لایحتج بما تفرد بہ من أہل الحدیث البتہ ، ولو صح لم یکن فیہ دلیل علی ہذا القنوت المعین البتہ ، فإنہ لیس فیہ أن القنوت ہذا الدعاء ، الی آخر ما بسط الکلام فیہ ، وقال الحافظ فی التلخیص 246/1 : ''اختلف الاحادیث عن انس واضطربت ، فلا یقوم بمثل ہذا حجۃ ،، انتہی

میرے نزدیک امام احمد ، وامام ابو حنیفہ کا مذہب راجح ہے یعنی : قنوت فرائض میں نوازل کے ساتھ مختص ہے کیونکہ کسی معتبر حدیث سے بغیر نازلہ کے فجر کی نماز میں قنوت کی مشروعیت اور اس پر استمرار ثابت نہیں ہے بخلاف نفی وبدعت والی روایات کے کہ وہ صحیح اور حسن ہیں پس جب تعارض نہیں تو تطبیق اور جمع کی زحمت اٹھانی فعل عبث ہے علاوہ بریں تطبیق کی کوئی صورت بھی تکلیف سے خالی نہیں ہے کما لایخفی : اسی لیے امام شوکانی فرماتے ہیں : ''إِذَا تَقَرَّرَ لَکَ ہٰذَا عَلِمْتَ أَنَّ الْحَقَّ مَا ذَہَبَ إِلَیْہِ مَنْ قَالَ : إِنَّ الْقُنُوتَ مُخْتَصٌّ بِالنَّوَازِلِ وَإِنَّہُ یَنْبَغِی عِنْدَ نُزُولِ النَّازِلَۃِ أَنْ لَا تُخَصَّ بِہِ صَلَاۃٌ دُونَ صَلَاۃٍ وَقَدْ وَرَدَ مَا دَلَّ عَلَی ہٰذَا الِاخْتِصَاصِ مِنْ حَدِیثِ أَنَسٍ عِنْدَ ابْنِ خُزَیْمَۃَ فِی صَحِیحِہِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ، مِنْ حَدِیثِ أَبِی ہُرَیْرَۃَ عِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ ،، (نیل الاوطار 2/396).

دعاء قنوت وتر میں رکوع سے پہلے اور بعد دونوں جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ بعد رکوع پڑھی جائے وہو مختار شیخنا الأجل المبارکفوری کما صرح بہ فی الشرح الترمذی (1/343) ، ''عَنْ أَنَسٍ «أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (3) - کَانَ یَقْنُتُ بَعْدَ الرَّکْعَۃِ ، وَأَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ حَتَّی کَانَ عُثْمَانُ فَقَنَتَ (ای دائما) قَبْلَ الرَّکْعَۃِ لِیُدْرِکَ النَّاسُ» ،، (أخرجہ محمد بن نصر (قیام اللیل ص : 228) قَالَ الْعِرَاقِیُّ : وَإِسْنَادُہُ جَیِّدٌ).

وقال الشوکانی فی النیل (3/53) : ''وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِی کَوْنِہِ قَبْلَ الرُّکُوعِ أَوْ بَعْدَہُ فَفِی بَعْضِ طُرُقِ الْحَدِیثِ عِنْدَ الْبَیْہَقِیِّ التَّصْرِیحُ بِکَوْنِہِ بَعْدَ الرُّکُوعِ ، وَقَالَ : تَفَرَّدَ بِذَلِکَ أَبُو بَکْرِ بْنُ شَیْبَۃَ الْحِزَامِیُّ ، وَقَدْ رَوَی عَنْہُ الْبُخَارِیُّ فِی صَحِیحِہِ ، وَذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ فَلَا یَضُرُّ تَفَرُّدُہُ

وَأَمَّا الْقُنُوتُ قَبْلَ الرُّکُوعِ فَہُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ النَّسَائِیِّ مِنْ حَدِیثِ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ : أن رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا یوتر فیقنت قبل الرکوع ،، وقال الحافظ : ''روی البخاری من طریق عاصم الاحول عن انس : أن القنوت قبل الرکوع ،، (1) وقال البیہقی : رواۃ القنوت بعد الرفع أکثر وأضبط ، وعلیہ درج الخلفاء الراشدون ،، (2) وفی القسطلانی : ''قد صح أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت قبل الرکوع أیضا ، لکن رواۃ القنوت بعدہ أکثر وأحفظ فہو أولی ، وعلیہ وسلم قنت قبل الرکوع أیضا ، لکن رواۃ القنوت بعدہ أکثر وأحفظ فہو أولی ، وعلیہ درج الخلفاء الراشدون فی اشہر الروایات عنہم وأکثرہا ، بنحو ذلک قال العراقی ،، اور نوازل کے وقت پنجگانہ فرائض میں آنحضرت ﷺ سے دعاء قنوت رکوع کے بعد ثابت ہے کما یدل علیہ أحادیث ابن عمر وابی ہریرۃ فی الصحیحین ومسند أحمد پس نازلہ کے وقت دعاء قنوت بعد الرکوع پڑھنا متعین ہے ۔

خاص وتر میں دعاء قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے صراحتہ بسند صحیح ثابت نہیں ہے ۔ لیکن صحابہ کرام ابن مسعود (ابن ابی شیبہ وابن المنذر روالبیہقی) عمر وانس وابو ہریرہ (البیہقی) سے مروی ہے کہ وہ دعاء (1) قنوت میں ہاتھ اٹھاتے تھے ۔ پس اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھے تو کچھ حرج اور مضائقہ نہیں ۔

قال شیخ مشایخنا الإمام الہمام الشیخ حسین بن محسن الأنصاری الخزرجی الیمانی فی بعض فتاواہ : ''وأما رفع الیدین فی حال القنوت کما یرفع الداعی فسنۃ ، قال فی دراسات اللبیب (ص : 414) : ومما یستغرب أن الحنفیۃ یرفعون الأیدی عند تکبیر الوتر ، ولا یرفعون فی قنوت الوتر ، وقد أخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفۃ ، فی باب عقدہ فی رفع الیدین فی الوتر ، بسندہ عن عبد اللہ ، أنہ کان یرفع یدیہ إذا قنت فی الوتر ، ووجہ الإستغراب أن أحق الناس وأولاہم بالعمل بالحدیث عن ابن مسعود ، ہو الإمام أبو حنیفہ ، حتی أنہ بنی مذہبہ علی مرویاتہ وأحادیثہ الموقوفۃ علیہ ، ویقدم الحنیفیۃ آثارہ علی أکثر المرفوعات عن غیرہ ، لإعتقادہم فیہ أنہ أعرف بالسنۃ الثابتۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، وقد ثبت بروایۃ مثل الحافظ ابی بکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ ، أنہ کان یرفع یدیہ فی قنوت الوتر ،، انتہی کلام صاحب الدراسات مختصرا.

وقال الحافظ فی التلخیص : ''ورد الرفع فی القنوت عن ابی مسعود وعمر وأنس وابی ہریرۃ ،، انتہی.

وقد ثبت رفع الیدین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دعاءہ علی قاتلی أصحابہ فی قصۃ القراء ، کما أخرجہ البیہقی من حدیث أنس ، قال : فلقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما صلی الغداۃ ، رفع یدیہ یدعو علیہم ، وہو صحیح الإسناد ، کذا فی تخریج احادیث الاحیاء الحافظ العراقی ، وکذا أوردہ الجلال المحلی فی شرح منہاج الإمام النووی ، قال شیخ مشائخنا : ''فقد ثبت الرفع من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قنوت غیر الوتر ، فالوتر مثلہ لعدم الفارق بین القنوتین ، اذ ہما دعاء آن ،،

.

قال : والحاصل أن وقع اليدين فی قنوت الوتر ، ثبت من فعل ابن مسعود وعمروانس ہریرة ، کما تقدم عن الحافظ ابن حجر ، وکفی بہم أسوة ، وثبت بہم أسوة ، ثبت من فعل النبی صلی اللہ علیہ فی غیر والوتر ، کما سبق ، ، انتہی مختصرا (نورالعین من فتاوی الشیخ حسین : 1/158) .

قنوت پڑھنے کے ارادہ کے وقت اللہ اکبر کہنا اور اس تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ سے ۔ خود محققین علمائے حنفیہ اس کے معترف ہیں ۔ علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں (2) :

قال فی البحر : و ینبغی ترجیع عدم وجوب الرفع لأنہ الأصل ، إذلا دلیل علیہ ، ، انتہی ، وقال فی البرہان : ولم نقف بعد علی دلیل نقلی علی رفع الیدین والتکبیر ، ولا علی مایقتضی وجوب القنوت ، ، وقال صاحب الہدایۃ : لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی حین علمہ دعاء القنوت ، اجعل ہذافی ترک ، لم یوجد فیہ لفظ الامر ، وعلی تقدیر وجودہ ، لایدل علی الوجوب لعدم بلوغ الحسن حینئذ ، فاذالم یجب علی المأمور ، لایجب علی غیرہ ، وکذاقولہ لاترفع الأیدی إلافی سبع مواطن ، لم یعد الوتر فیہافی الحدیث ، ، انتہی

اور علامہ محمد معین سندھی (جن کی بابت مولوی انورشاہ مرحوم کہتے ہیں : ''کان من علماء السند ، اجازہ الشاہ ولی اللہ قدس سرہ بالکتابۃ ، وحررلہ : إنی أجیزلک ولمن کا أہلا من أہل بلدک ، وقد تکفل بطبع کتابۃ دراسات اللبیب غیر المقلدین فی زماننا ، لأن مصنفہ أیضالم یکن متعصبا مثل ہولاء فإذاوجد کلمۃ حق أقربہا ، ،) دراسات (ص : 414) میں فرماتے ہیں : ''إنی أطیل التعجب ، ممن لایقول برفع الیدین عندالرکوع ، والقیام عنہ والنہوض عن القعدۃ الأولی ، مع کونہ متواتر النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، ویقول بوجوب رفع الیدین فی تکبیر الوتر ، مع أنک لوسألت أمثلہم فی أقطارالارض ، لا یأتی فیہ بمرفوع صحیح ولا أثر معتمد علیہ ، ، انتہی . (محدث دہلی : ج : 9 ش : 6 رمضان 1360ھ اکتوبر 1941ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 344

محدث فتویٰ